

السبل الجلية فى آباء العلية

للشیخ العلامة جلال الدین
عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی

المتوفى سنة ۹۱۱ھ / ۱۵۰۵ء

والدین مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں صحیح عقیدہ

ترجمہ و تحقیق
مفتی محمد خان قادری



ALHAZRAT NETWORK

اعلحضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

والدین مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں صحیح عقیدہ

ترجمہ و تحقیق

تصفیہ

امام جلال الدین سیوطی منشی محمد خان قادیانی

حجاز پبلی کیشنز لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	المسئل العشرة في آداب العفة
ترجمہ کا نام	علامہ ابن مسعودی کے ہدایے میں صحیح عقیدہ
تصنیف	امام جلال الدین سیوطی
مترجم	مفتی محمد خان قادری
پروفائیڈنگ	حافظہ بوستانیان
کیورنگ	قادر بیچہ دات سستا ہوئی دوبارہ دیکھت
	کیورنگ ظفر اقبال مدثر ارمین کیلانی
	حجاز پبلی کیشنز لاہور
	محمد اسلم شہزاد
زیر اہتمام	ربیع الاول 1420 1999ء
طباعت محل	مکیہ، سو (1100)
تعداد	
قیمت	

مفتی العصر مفتی محمد خان قادری کی تمام تصانیف کے علاوہ دیگر علماء کی تحقیقی و علمی کتب بدعاہیت حاصل کرنے کے لئے حجاز پبلی کیشنز مرکز لاہور میں سستا ہوئی دوبارہ دیکھت لاہور سے رجوع فرمائیں۔
فون: 324948

انتساب

حضرت العلام مولانا علامہ محمد رشید نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ
کے نام

۱۔ جو طلبہ کو کتاب تک سی محمد دہلوی دیکھتے ہیں انہیں معاشرتی انسان بنانے کی فکر پر مدد بخشن کرتے۔

۲۔ سیاست کو دین سے جدا نہیں بلکہ اس کے باج تصور کرتے۔

۳۔ معاملات کو بڑا واضح و صاف رکھنا ان کا طرز اختیار تھا۔

محمد خان قادری

فہرست

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
5	مقدمہ اول	۱۰	انتخاب
13	دوسرا مقدمہ	۱۱	تکلیف
14	دیکھیں غاصب	۱۲	تکلیف میں ہوتا
15	مقررہ امر انکم ایسٹواری	۱۳	تکلیف جالی
16	شرعی جلی کا قول	۱۴	مناظرین امر کا قول
16	سیکی کی تحقیق	۱۵	مناظرین کثیر کا قول
17	تجربہ میں امتیاز	۱۶	مناظرین کی شکایت کریں
33	میں کا ذکر کرو، خبر سے کرو	۱۷	البتہ اور شاہ میں نہیں ہاں کے
18	مقرر کو ان کو	۱۸	یہ دونوں میں فرق ہے
	روداد مسطورہ میں ہے	۱۹	مضرت اور ہوتا
34	ایمان میں سو میں ہے	۲۰	کے استنباط سے جائے
35	قائم کے ایمان پر تصریحات	۲۱	مختلف روایات کا جواب
	مہر مطلب کی دعا	۲۲	انہی میں کا جواب
36	نہر میں کی منظم	۲۳	تکلیف حالت
	حافظ شمس الدین کے اشعار	۲۴	میں جزی کی حالت
37	امام سجاد کے اشعار مہر کے	۲۵	نہر سیکی کا قول
38	خاترہ	۲۶	نہر فرقی کی حالت
	نہر ہر کا قول	۲۷	تکلیف روح
	نہر ہر کے	۲۸	ان میں ہر کا
		۲۹	نہر ہر کے
		۳۰	نہر ہر کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اہل سنت کا عقار اور پتھر، قول میں ہے کہ آپ ﷺ کے دھریں کرکین غلی اور جنتی ہیں۔ ان سے ہرگز کفر و شرک ثابت نہیں، اس قصہ کو پانے کے لئے اہل علم نے چار راستے اپنے لئے اور اس پر اپنے اپنے قوی دلائل فراہم کئے ہیں۔

۱۔ انہیں دین کی دعوت نہیں پہنچی لہذا وہ طراب میں جکڑے ہوں گے بلکہ جہالت یا جاہلی کے نام رکھی، نام قرطبی، شرح مسلم نام ابی اور نام شریف صریح مطوی نے اس راہ کو اختیار کیا۔

۲۔ یہ اہل فطرت میں سے ہیں، ہذا قیامت میں کا احسن ہو گا اور وہ حضور ﷺ کی شہادت و برکت سے اس احسن میں کامیابی حاصل کریں گے۔ حلقہ ابن جریر مستطبی و فیوہ کا یہی موقف ہے۔

۳۔ وہ زہاد ہو کر حضور ﷺ پر ایمان لائے، نام ابن شاکن، نام ابو بکر، خلیف بدوی، نام ابن مساکر، نام صلی، نام عبید اللہ بن جری، نام ناصر اللہ بن دھلی، حلقہ ابن سید عباس، حلقہ طس اللہ بن دھلی، حلقہ ابن جبرکی، شد عبد الحق محدث دہلوی، نام سید ابو حمزہ اور نام قرطبی و غیرہ کا یہی موقف ہے، نام سید علی نے اس موقف پر دھلی مسئلہ دسلہ لکھا جس کا ترجمہ "اللہ بن دھلی" صلی کا زہد ہو کر ایمان لانا کے نام سے شروع ہو چکا ہے۔ جس میں انہوں نے ثابت کیا ہے کہ اس بارے میں دہلی شد حدیث ہرگز موضوع نہیں بلکہ ضعیف ہے بلکہ انہوں نے اسی موضوع پر اپنے دوسرے دسلہ "حضور ﷺ کے دھریں جنتی ہیں" میں بھی طویل اور بے نظیر گفتگو کی ہے۔

۴۔ دہلی جنتی پر تھے، نام فرید اللہ بن دہلی و فیوہ کا یہی موقف ہے۔ علامہ محقق سنوی، علامہ قلعہ سلسلی، شرح شہاد، نام ابن جبرکی اور علامہ زرقانی نے بھی اس کی تائید و ترویج کی۔

نام سید علی نے اس دسلہ میں یہ چار مسائل اور ان کے دلائل بھی تفصیل کے ساتھ بیان کر دیئے ہیں۔

پہلے ہم حضور ﷺ کے دھریں قرطبی کے حوالے سے بلکہ دیگر مسئلہ آخر

امت کے حوالہ بہت بھی قرآن کے دیتے ہیں۔

۱۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی المتوفی ۴۸۱ھ لکھتے ہیں ہم نے اپنی کتاب احکام میں تصدیق لکھا ہے۔

ان اللہ تعالیٰ احبا له اہام واما
والدین کو زندہ فرمایا اور وہ
وامانا۔

(الجامع لاحکام القرآن ۲/۳۳۳)

۲۔ شارح بخاری امام احمد بن محمد شمس الدین المتوفی ۵۰۵ھ اس مسئلہ پر تفصیلی مکتبہ کے بعد لکھتے ہیں۔

آپ ﷺ کے والدین کے بارے میں
ہرگز کوئی ایسی مکتبہ نہ کی جائے جس
میں ان کی طرف کسی نقص یا عیب کی
لہجہ ہو کیونکہ عرب یہ ہے کہ جب
بھی کسی کے والد کا عیب یا نقص بیان
کیا جاتا ہے تو اس کے نزدیک سے اس
کی لہجہ کو نصت و تکلیف پہنچتی ہے
اس لئے آپ ﷺ کی ہدایات میں
سے ہے "مروا کو برا کہہ کر زندہ
کو نصت نہ دو۔ اسے امام طبرانی نے
تکم صغیر میں نقل کیا اور اس میں
کوئی شک نہیں کہ آپ ﷺ کو نصت
دینے والے کو ہمارے نزدیک قتل کر
دیا جائے گا اگر وہ تو یہ نہ کہے اس
پر مزید بحث مقدمہ المعجزات میں آ
رہی ہے۔

فاتحہ الحلو من ذکرہما بما
فیہ نقص فان ذلک قد یؤدی
النسب صلی اللہ علیہ وسلم فان
العرف جاء بانه اذا ذکر ابو
الشخص بما ینقصہ او وصف
یوصف بہ وقالک الوصف فیہ
نقص نافی ولہ یدکر ذلک لہ
عند المخاطبۃ وقد قال علیہ
السلام لا تؤنوا الاحیاء بسب
الاموات رواہ الطبرانی فی
الصغیر ولا ریب ان افاء علیہ
السلام کفر بقتل فاعلہ ان لم
یسب عنفا وسمائی مباحث ذلک
ان شاء اللہ تعالیٰ فی الخصائص
من مقصد المعجزات وقد اطنب
بعض العلماء فی الاستدلال

لا یماتھما قالہ تعالیٰ بشیہ علی
قصده الجمیل

(الرواعب الحدیث ۱ = ۱۸۲)

بعض علماء (سید علی) نے والدین
صلی کے ایمان کو متحدہ دلائل سے
ثابت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس
اعلیٰ عمل پر جزائے خیر عطا فرمائے۔

۳۔ امام احمد شہاب الدین بخاری المتوفی ۲۵۶ھ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ کے
اس عمل پر کہ انہوں نے اس عازم کو نکال دیا جس نے حضور عظیم کے والد
گرامی کے بارے میں ظلم و کلمات کئے، لکھتے ہیں۔

وفی ذلک اشارۃ الی اسلام ابوہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال
ابن حجر وهذا هو الحق بل فی
حدیث صحیحہ غیر واحد من
الحفاظ ولم یلتفتوا لمن طعن
فیہ ان اللہ تعالیٰ احبھما لہ
فاما بہ خصوصۃ لھما وکرامۃ
لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فقول ابن دحیۃ برہہ القرآن
والاجماع لیس فی محلہ لان
ذلک ممکن شرعا وعقلا علی
جہۃ الکرامۃ والخصوصۃ فلا
برہہ القرآن والاجماع وکون
الایمان بہ لا ینقطع بعد الموت
محلہ فی غیر الخصوصۃ
والکرامۃ وما احسن قول بعض
المتوقفین فی ہذہ المسئلۃ
الحلہ الحلہ من ذکرھما ینتقص

اس میں حضور عظیم کے والدین
کے اسلام کی طرف اشارہ ہے
حافظ ابن حجر کہتے ہیں ابن کا
مسئلہ برہا ہی حق ہے بلکہ
حدیث ہے جسے متحدہ حفاظ حدیث
نے صحیح قرار دیا ہے اور اس
میں طعن کرنے والوں کی طرف
توجہ ہی نہ کی جائے، اللہ تعالیٰ
نے آپ عظیم کے والدین کو ذمہ
کیا اور وہ آپ عظیم پر ایمان
لائے یہ ابن کی خصوصیت ہے اور
آپ عظیم کی شرف و عظمت ہے
ابن دحیہ کا کہنا کہ یہ قرآن و
اجماع کے خلاف ہے کل نظر ہے
کیونکہ یہ مذکور خصوصیت اور
شرافت کے پیش نظر شرعی اور
صحیح طور پر ممکن ہے اسے قرآن
اور اجماع رد نہیں کرتے، کیونکہ

فان ذلك قد يؤذيه صلى الله عليه وسلم حديث الطبرانی لا تؤذوا الاحياء بسب الاموات انتھی وحدیث مسلم قال رجل یا رسول الله صلى الله عليه وسلم این ایی قال فی النار قلعا مضی و ولی دعاء فقال ان ایی وایاک فی النار یتعین تاویلہ واظہر تاویلہ له عندی انه لراد بابیه عمہ ابا طالب لان العرب تسمى العم ابا فانہ عمہ الذی کفله بعد موت جدہ عبدالطلب وانہ صلى الله عليه وسلم انما قصد بفلک ان یطیب خاطر ذالک الرجل خشية ان یرتد لو فزع سمعه اولا ان اباہ فی النار بدلیل انه قال له ذلک بعد ان ولی او کان ذلک قبل ان ینزّل علیہ قوله تعالی وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا کما وقع له صلى الله عليه وسلم ان سئل من اطفال المشرکین فقال هم مع اباہم ثم سئل عنہم فذکر انہم فی البجة

(تیم الرياض ۳ = ۴۴)

موت کے بعد ایمان کا نفع نہ ملتا خصوصیت اور کرامت کے علاوہ میں ہے۔ اس مسئلہ میں بعض غامضی اختیار کرنے والوں نے کیا غلط کیا کہ حضور ﷺ کے والدین کا قصص جان کرنے سے بچ کیونکہ اس سے آپ ﷺ کو اذیت ہوتی ہے۔ طبرانی میں حدیث ہے مردوں کو برا کہہ کر زندوں کو تکلیف مت پہنچو۔ رہا معاملہ حدیث مسلم کا کہ ایک شخص نے کہا تھا یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ کس ہے؟ فرمایا نصیب میں وہ دائیں پہا کیا؟ آپ ﷺ نے دوبارہ بلایا اور فرمایا میرا باپ اور میرا باپ آگ میں ہیں۔ اس کی تکوین ضروری ہے اور میرے نزدیک فورسورت تریں اس کی تکوین یہ ہے کہ یہاں اب سے مراد چچا اب طالب ہے کیونکہ عرب چچا کو اب کہتے ہیں کیونکہ عبدالطلب کی وفات کے بعد چچا نے ہی آپ ﷺ کی کفالت کی تھی۔ چچا آپ ﷺ نے اس کی تسلی کے لئے ایسا کیا کیسے ایسا نہ ہو کہ یہ

مختے ہی کہ اس کا والد آگ میں
 ہے مرتد نہ ہو جائے گی وہ ہے
 کہ اسے دلہن بنا کر ایسا قربا۔ یا
 یہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی اس
 آیت کے نزول سے پہلے کا ہے
 کہ ہم طاب میں دیتے ہیں
 تک کہ ہم رسول بھیجیں جیسا
 کہ آپ ﷺ سے شرکیں کے
 بچوں کے بارے میں سوال ہوا تو
 آپ ﷺ نے فرمایا تھا وہ اپنے
 آباء کے ساتھ (دورگ میں) ہوں
 گے یا ان کے بارے میں دوبارہ
 پوچھا گیا تو فرمایا وہ جنتی ہیں۔

4۔ سورۃ بقرہ الطوم مد اعلیٰ اور حکام الدین لڑگی مگر التوفیٰ ۳۲۵ = اس
 سطر پر رقم طراز ہیں۔

ان الانبیاء علیہم السلام	حضرات انبیاء علیہ السلام کی طرف
معصومون عن حقیقۃ الکفر	ایک اور کے لئے بھی کفر کی
وعن حکمہ بنعمہ اباہم وعلیٰ	نسبت نہیں کی جا سکتی نہ
ہذا فلا بد من ان یکون تولد	حقیقتاً اور نہ والدین کے
الانبیاء بین ابویں مسلمین' او	تعلق کر کے حکمتاً' لہذا
یکون موتہما قبل تولدہم لکن	ضروری ہے کہ نبی کا والد مسلمان
الشیء الثانی قلما یوجد فی الآباء	والدین کے ہیں نہ یا ان دونوں
لا یمکن فی الامہات' ومن ہذا	کی سوت ہی کے والد سے پہلے
بطل ما نسب بعضهم من الکفر	ہو' دوسری صورت آباء میں کم
الی ام سید العالم مغفر بنی آدم	ہے اور ماؤں میں تو ممکن ہی نہیں

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم، ذلک لانه حیثہ یلزم نسبہ الکفر بالنبی وهو خلاف الاجماع بل الحق الرجوع هو الاول، واما الاحادیث الواردة فی ابوی سید العالم صلوات اللہ و سلامہ علیہ وآلہ واصحابہ فمتعارضة مرویہ احاداً فلا تعمیل علیہما فی الاعتقادات واما آذر فالصحيح انه لم یکن ابا ابراهیم عبہ السلام بل ابوہ نارج کذا صحیح فی بعض التواریخ، ولما کان آذر عم ابراهیم علیہ السلام وریاء اللہ تعالیٰ فی خیرہ والعرب تسمی النعم الذی ولی تربیہ ابن اخیه ابا له وعلیٰ هذا التناول قوله تعالیٰ واذ قال ابراهیم لابیہ آذر (الانعام - ۷۴) وهو المراد مزاروی فی بعض الصحاح انه نزل فی اب سید العالم علیہ السلام (ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولیٰ قرینی من بعد ما تبین لهم انهم اصحاب الجحیم) (التوبہ - ۱۱۳) فان المراد

کہ وہ قول سے پہلے فوت ہو جائیں گی اور یہ ہے کہ سید عالم فرمائی آدم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کی طرف کفر کی نسبت کرنا باطل و حرام ہے ورنہ حضور علیہ السلام کی طرف بالنسب کفر کی نسبت لازم آئے گی اور یہ خلاف اطلاق ہے بلکہ حق و رائج قول یہ ہے کہ نبی کے والدین مسلمان ہوتے ہیں، رہا معاملہ ابن روایات کا جو آپ علیہ السلام کے والدین کے بارے میں مروی ہیں وہ متعارض اور احاد ہیں ان کو اعتقادات میں حجت نہیں دیا جاسکتا رہا مسئلہ آذر کا تو وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد نہیں بلکہ ان کے والد نارج ہیں، جیسا کہ بعض تواریخ میں صحت کے ساتھ ثابت ہے بلکہ وہ حضرت ابراہیم کا چچا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے ان کو پالا، اور عرب پرورش کرنے والے چچا کو بھی آپ کہتے ہیں، لہذا اس سنی کے مطابق سورۃ الانعام کی آیت صحت میں آپ سے مراد چچا ہی ہے بلکہ

سورۃ تہ کہ آیت ۱۳ کے بارے
میں جو عقل ہے کہ وہ سید
عالم عظیم کے آپ کے بارے میں
ازل ہوئی ہے تو یہاں آپ سے
مراد کچھ ہی ہے اور یہ کیسے مراد
نہ ہو؟ کج الجہاری میں مراد
ہے کہ یہ آپ طالب کے بارے میں
ازل ہوئی ہے لہذا عقیدہ یہ رکھنا

چاہیے کہ حضرت آدم علیہ
السلام سے لے کر آپ علیہ
السلام آپ صاحب ایمان ہیں ' امام
سید علی نے اس مسئلہ کو نہایت ہی
کمال انداز میں بیان کیا ہے۔

۵۔ امام احمد بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم (۱۳۱ھ) اللہ تعالیٰ کے مبارک فرماں
ونقلبک فی الساجدین (اللہ) تمہارا سجدہ کرنے والوں
(اشعراء' ۲۱۹) میں عقل ہونا بھی دیکھتا ہے۔

کے تحت کیے ہیں

ساجدین سے مراد اہل ایمان ہیں
اب سنی یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ
آپ کے اہل ایمان کی پشتوں اور
ارحام میں عقل ہونے کو بھی دیکھتا
ہے تو حضرت آدم علیہ السلام
سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ
السلام آپ کے تمام اہل و اصول اہل
ایمان ضرور۔

بالآب العم کیف لا وقد وقع
صریحا فی صحیح البخاری انہ
نزل فی اہل طالب ہذا : وینفی
ان یعتقد ان ابا سید العالم صلی
اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم من
لبن ابیہ الی آدم کلہم مؤمنون
فقد بینہ السیوطی بوجہ ائم
(نور المصوت - ۲ = ۲۲)

والمراد بالساجدین المؤمنون
والمعنی یراک متقلبا فی
اصلاب وارجام المؤمنین من آدم
الی عبد اللہ فاصولہ جمیعہ
مؤمنون

(حاشیہ صلی' ۲ = ۲۵۷)

۶۔ علامہ سید محمود الہوسی المتوفی ۱۳۷۰ھ کا ذکر آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کرنے کے بعد لکھے ہیں۔

واستدل بالآیۃ علی ایمان ابوہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما
ذہب الیہ کثیر من اجلہ اهل
السنة وانا اعشى الکفر علی من
بقول فیہما رضی اللہ تعالیٰ
عنہما علی رغم انہ صلی القاری
واضرابہ بغض ذلک الا انی لا
اقول بحجۃ الایۃ علی ہذا
المطلب

کثیر اہل سنت آخر نے اس
مبارک آیت سے آپ ﷺ کے
والدین کے ایمان پر استدلال کیا
ہے "میں طاعنی قاری اور ان کے
حواریوں کی مخالفت کرتے ہوئے
کہتا ہوں کہ ان کے بارے میں
ایسے گمراہ کہنے سے مجھے کفر کا
خوف ہے ہاں میرے نزدیک اس
آیت مبارکہ کو ذکر اور مسئلہ پر
المطلب

(مدح المصلیٰ ۸۸ - ۳۸) بہت ملتا مناسب نہیں۔

یعنی اس کے علاوہ اس مسئلہ پر کثیر روایات نقل کی گئی ہیں۔
امام سیوطی نے اس موضوع پر سات رساں تحریر فرمائے ہیں جن میں
سے یہ چھٹا ہے بشرطہ کے تراجم بھی الگ الگ حج محلہ شائع کئے جا رہے
ہیں۔

اثر خلیل صنف کے حق و درجات پندرہ فرمائے اور ہمیں بھی ان کے
محل قدم پر چلنے والے ہیں دین اسلام کی خدمت کی فرائض نصیب رہے۔

علوم والدین مصطفیٰ منیر مدظلہ

محمد خان قادری

جامع رحمانیہ شاہانہ لاہور

۱۳۷۰ھ ۵ جولائی ۱۹۵۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى

یہ پندرہ رکعت ہے جو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دھوپ کے بارے میں لکھا ہے۔ وہ بتاتی ہیں اور وہ روز قیامت اہلت سے بہادر ہو کر جنت میں داخل ہوں گے جیسا کہ جماعت اکثر کا موقف ہے، پس اس کے ثبوت میں انہوں نے مختلف طریق اور دلیلوں کو اپنایا ہے۔

تکمل لیل

انہی دین کی دعوت ہی نہیں پہنچی کہ تک وہ اس زمانہ جاہلیت میں تھے جس میں تمام روئے زمین پر جماعت کی تاریکی تھی اور اس میں کوئی دعوت توحید دینے والا تھا ہی نہیں خصوصاً اس کا وصل تو یونانی میں ہو رہا تھا صراطِ محمدیہ بتاتی تھیں یہ بات صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی کی عمر وصال کے وقت اٹھارہ سال تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا وصال تقریباً پچیس سال کی عمر میں ہوا۔ اس عمر کے ایسے دور میں مطہر (حنبل) کی تلاش کمال ہوتی ہے اور جس شخص کو دعوت نہ پہنچی ہو اس کا حکم یہ ہے کہ وہ دلائل سے اہلت کے پائے گا اسے طہاب نہ ہو گا بلکہ وہ جنتی ہو گا یہ ہمارا مسلک ہے اور اس بارے میں ہمارے اکثر شوافع کو فقہ میں اور اشاعہ کو اصول میں کوئی اختلاف نہیں۔ اس بارے میں شافعی رضی اللہ عنہ نے تمام دور الفکر میں خیریت کی ہے، چنانچہ تمام اصحاب نے اس کی اتباع کی ہے اس میں کسی کو اختلاف نہیں اس بارے میں تصدیق سے استدلال کیا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

و ما کان من عاصبین حتی نبعت اور ہم نہیں طہاب دینے میں تھکے۔
رسولاً (الاسراء: ۷۵) رسول بھیج لیجئے۔

یہ ایک نفی مسک ہے جو کتب فقہ میں بیان ہوا ہے۔ اور یہ اس فقہاء اصولیہ کی

قرن ہے جس پر ہمارے آخری اشعار کا تعلق ہے۔ اس کا ہم شعر نظم کا قصہ ہے کہ
نظم کا شعر شریعت کی بنا پر لازم ہے نہ کہ عقل کی بنا پر۔ اور اس قصہ کا مدار یہ قصہ
کتاب ہے جسے من و حق عقلی کا ہم دیا جاتا ہے۔

اشعار نے باطن اس کا انکار کیا ہے جیسا کہ کتب کلام و اصول میں مشہور ہے
تجدد آخر نے ان دونوں قواعد کی تحصیل ان سے استدلال اور اس میں مخالفت کرنے
والوں کے جواب میں تحصیل بحثیں کیں ہیں خصوصاً امام الحرمین نے اہل بیتؑ نے
المستصفیٰ اور سہل میں اٹکیا ہر اسی نے اس کے حواشی میں 'لام نظر الدین
رازی نے اصول میں ان معنی نے اقوال میں کچھ اور باطنی نے التقریب
میں اور دیگر کثیر علماء نے اس مسئلہ پر لکھا ہے۔

غافل مکلف نہیں ہوتا

جس شخص کو دعوت دین نہیں پہنچی اس مسئلہ کا تعلق ایک اور قصہ اصول سے
ہے اور وہ یہ ہے کہ غافل صفت نہیں ہوتا اصول میں اس پر بحث ہے اور اس پر غفلت
عقل کے اس اس ارشاد گراہی سے استدلال کیا ہے۔

ذلک ان لم یکن ریسک مہلک یہ اس لئے کہ تیرا رب بہتوں کو ہم
الفری بظلم و اعلیٰ غافلون سے چاہے نہیں کرنا کہ ان کے لوگ ہے
(الانعام ۱۰۱) خبر ہوں۔

جنہیں دعوت نہیں پہنچی ان کے بارے میں اہل علم کی مختلف تعبیرات ہیں جنہیں
ان میں سے احسن یہ ہے کہ وہ صاحب نہایت ہیں اور اسی کو لام عقلی نے پند فرمایا ہے
بعض نے کہا ایسے لوگ فطرت پر ہوتے ہیں بعض نے کہا یہ مسلمان قرار پاتے ہیں 'لام
غزالی کہتے ہیں ایسے لوگ مسلمان کے گم میں ہوتے ہیں۔

علامہ کی ایک جماعت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دھڑی کے بارے میں اسی
روا کو اپناتے ہوئے فرمایا انہیں دعوت دین ہی نہیں پہنچی 'سہل ابن ہذیل نے مراد

انہوں میں اور دیگر اہل م نے اسے نقل کیا ہے ہم جن نے قرآنِ مسلم میں اسی قول کو اختیار کیا اور اسے اس طرح لکھا کہ شرف الدین معوی بھی اسی پر اکتفا کرتے ہوئے اس پر یہ فتویٰ دیا کرتے۔

سبیلِ حلی

یہ دونوں اہل کفر سے ہیں اور اہل کفر کے بارے میں احادیث وارد ہیں جن میں ہے کہ ان کا سوا قیامت تک موقوف رہے گا اور پھر روزِ قیامت ان کا امتحان ہو گا جس نے وہی اہمیت اختیار کر لی وہ جنت میں اور جس نے باطنی کی وہ دوزخ میں جا جائے گا احادیث تو اس بارے میں متعین ہیں مگر ان میں سے تین کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔

مسند احمد میں حضرت اسود بن مسیع اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اور امام بیہقی نے کتب الحنفیہ میں اس کو صحیح قرار دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوف ہے اور یہ علم مرفوع میں ہو گی کیونکہ یہ بات وہ اپنی دانت سے نہیں کہہ سکتے۔ اسے امام ابن عبد البر ذیل "ابن جریر" میں امام نور الدین المنذ نے اپنی اپنی تفسیر میں ذکر کیا اور اس کی سند بخاری و مسلم کی جگہ پر صحیح ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مرفوعہ روایت ہے اسے امام بخاری اور مسلم نے ذکر کیا ہے نقل کیا اور کہا بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے ابھی نے فقہ میں امام کے علم کو قائم رکھا۔

امام بخاری ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے مرفوعہ اور ابن ابی حاتم نے اسے موقوفہ روایت کیا اور یہ مرفوع کے علم میں ہے۔

اس کی حد میں عطیہ عقیقی چلی اور اس میں ضعف ہے مگر قرضی نے اس کی حد سے کہ
نہا نصرتاً۔ اب اس کا کوئی شائبہ ہو اور مذکورہ حد سے کہ تو متعدد شواہد ہیں جیسا
کہ قرآن ملاحظہ کریں۔

۷۔ پانچویں حدیث کو برابر نور ابو یعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے۔

۱۔ چھٹی حدیث کو طبرانی نور الموضیع نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت کیا اور اس کی سند بھی ضعیف ہے۔

یہ ہے اس کی شکل

میں میں سے پہلی تین اہلیت صحیح طور پر یہاں حاضر عصر یہ الفضل ابن عمر نے
 بعض لوگوں سے اس طریق کو نقل کیا اور کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فخرت
 میں فوت شدہ تمام انہام کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ روز قیامت امتحان کے
 وقت وہ دعاوت کریں گے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اس عمل سے
 نافرمانی نصیب ہو۔

یہاں سے کھینچ کر اقل

حفاظہ محمد صالح بن شہزادہ علی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے بارے میں احکام کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

ہاں میں سے بعض طاقت کریں گے اور بعض نہیں کریں گے۔ مگر انہوں نے یہ نہیں کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین قریشی کے بارے میں کھن و بے کر وہ طاقت ہی کریں گے۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے بارے میں بلاشبک یہ محسن عقلمند
 لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی وجہ سے انہیں

حالت میں تشریف لے گئے۔ گویا کہ ہم راوی نے فائدہ میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔
میں اپنے والد کی شفاعت کروں گا

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منہ صغیر کے ساتھ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ شَفَعْتُ رَدَّ قِيَامَتِ فِي ابْنِ أَبِي كَرَاهِي
لَابِي (بخاری المعنی ۱۴) شفاعت کروں گا

ہم حاکم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کر کے اسے صحیح قرار دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے بارے میں یہ بھائی کیا فرمایا۔

مَا سَأَلْتُهُمَا رِسِي فَيُعْطِيَنِي مِمَّنْ لَيْسَ لِي بِهِ شَيْءٌ لَّيْسَ لِي بِهِ شَيْءٌ
فَيُعْطَانِي لِقَائِهِ يَوْمَئِذٍ الْمَقَامِ تُو اس نے مجھے دعا فرمایا اور میں روز
المحمود (المستدرک ۱۲۱۵) قیامت مقام محمود پر کھڑا ہوں گا

اس میں واضح طور پر یہ اشارہ ہے کہ اس سوانح میں ان کے حق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قبول ہوگی اور انہیں انہی کے وقت حالت کی تشریف لے جائیں گے۔

اہل بیت وادعائے میں نہیں جائیں گے

اس کے ساتھ اس روایت کو چلائے ہم جو سعید نے شرف الحجة ونبیہ میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

سَأَلْتُ رِسِي أَنْ لَا يَدْخُلَ فِيَّ مِمَّنْ لَيْسَ لِي بِهِ شَيْءٌ لَّيْسَ لِي بِهِ شَيْءٌ
فَيُعْطَانِي لِقَائِهِ يَوْمَئِذٍ الْمَقَامِ مِمَّنْ لَيْسَ لِي بِهِ شَيْءٌ لَّيْسَ لِي بِهِ شَيْءٌ

فَاعْطَلْهُ ذَلِكْ

میں داخل نہ فرمائے تو اس نے مجھے یہ
مطا کر دیا۔

اسے امام حب طبری نے (غزاة العقیبہ) میں بھی نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔

ولسوف يعطيك ربك و سرف يعطيك ربك اور عذاب عطا کرے گا آپ کا رب کہ

فترضى (الضحىٰ ۵)

تم راضی ہو جاؤ گے۔

کی تفسیر کے تحت ابن کاتب نے نقل کیا ہے۔

من رضى محمد صلى الله عليه وآله حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا و

عليه وآله وسلم ان لا يدخل غرقى یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

احدنا من قبل بيته النار و سلم کی قبل بیت میں سے کوئی دوزخ

(جامع تہاں ۲۳۳۵) میں نہ جائے۔

یہ تمام احادیث ایک دوسری کو تقویت دے رہی ہیں کیونکہ حدیث ضعیف کی جب

اسناد زیادہ ہوں تو اس سے قوت پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ اصول حدیث میں مسلم ہے

ابن میں سے سب سے زیادہ کھل تو یہ روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ

(۳۰۷۲) میں ہے۔

عہ کی ہے کیونکہ اسے امام حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔

کیا دونوں میں فرق ہے؟

پہلے اور دوسرے طریق میں فرق ہے جیسا کہ میں نے پہلے اور دوسری کتاب میں

ذکر کیا ہے کیونکہ پہلے طریق کا مختص یہ ہے کہ جن لوگوں کو رحمت نہیں پہنچی ان کی

بھارت اور داخل جنت بغیر انہوں کے جینی ہے۔ بعض لوگوں نے انہیں حذوف ہی قرار

دیا ہے جیسا کہ میں نے سابق الحنفی الدرر العقیقة اور العقامة السوس

میں کہا ہے اور یہی بات تحقیق کے زیادہ قریب ہے۔ اب پہلے طریق دہلی کے قول کہ

”وہ نہایت پائے والے ہیں“ کا مضمون یہ ہو گا کہ ہر عمل میں نہیں بلکہ امتحان کے بعد نہایت ہو گی۔ من کے قول ”انہیں طاب نہ ہو گا“ یعنی ایسا نہ ہو گا جیسا کہ معاذ کو ہو گا بلکہ من کا امتحان ہو گا اور آخرت میں من کا امتحان ایسے ہی ہو گا جیسے دنیا میں امتحان کی بحث کی وجہ سے لوگوں کا امتحان ہو تا ہے اور من کا آخرت میں نافذ ہونا ایسا ہی ہو گا جیسے لوگوں نے دنیا میں نافذ ہونا کی ہو گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استنباط سے تاہد

اس کی تائید حدیث اہل فہرہ کے دہوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس استدلال سے بھی ہوتی ہے جو انہوں نے اس آیت مبارکہ کے آخر میں کہا جس کی آیت سے آخر آیت نے بحث سے پہلے لوگوں سے طاب کی نفی کی ہے اس روایت کے الفاظ ملاحظہ کیجئے۔

امام عبدالرزاق نے تفسیر میں ”ایہ ہر“ ایہ الی عالم اور ایہ المتذہبن تینوں نے عبدالرزاق سے انہوں نے ستر سے انہوں نے منی خلاص سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اہل فہرہ سترہ گئے ہرے اور من ہرہوں کو لائیں گے جنہوں نے اسلام نہ پایا ہو گا ہرہوں کی طرف وہ پیغام بھیجے گا کہ تم آج میں داخل ہو جاؤ کہیں گے کہیں ہرہ سے پاس تو ہرہ رسول نہیں آئے؟ فرماتے ہیں اللہ کی قسم اگر وہ داخل ہو جائے تو وہ اسے لٹاؤ اور سر ہرہ سلامتی پائے ہرہوں کی طرف اللہ تعالیٰ رسول کو بھیجے گا تو من کی سلامت من میں سے وہی کہے گا کہ تو حق تعالیٰ تعالیٰ ہو گی اس کے بعد فرمائے گے اگر تم چاہو تو اس آیت مبارکہ کی تلاوت کر لو۔

وما کننا معذبین حتیٰ نبعث اور ہم نہیں طاب دینے پہل تک کہ رسول (لاسرۃ: ۵۵) ہم رسول بھیج لیں۔

تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیت مبارکہ میں رسول دینا کے الفاظ

رسول آخرت بھی مراد ہوتا ہے۔

خود حق کے اس قسم عظیم، کون سا حجب و افکار ہے؟

(جامع انہار ۹ نمبر)

مخالف روایات کا جواب

ان دونوں طریقوں کو مان لینے کے بعد والدین کے مخالف احادیث کا جواب یہ ہو گا کہ وہ مذکورہ آیات اور احادیث کے نزول و ورود سے پہلے کی ہیں جیسا کہ ان احادیث کا جواب دیا جاتا ہے جن میں ہے کہ مشرکین کے بچے دوزخ میں جائیں گے کہ یہ روایات اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی سے پہلے کی ہیں۔

ولا تمزروا قرۃ وذر النحرۃ
کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا
بوجھ نہیں اٹھائے گا (الاسراء: ۷۵)

آخر مالکیہ کا جواب

بعض آخر مالکیہ نے والدین کے مخالف احادیث کا جواب یہ دیا ہے۔

لہذا اخبار احواد فلا تعارض
یہ روایات انہاد احادیث میں حق کا قطعی
القاطع وهو قوله تعالیٰ وما
دلیل سے متعلق نہیں ہو سکتا اور وہ اللہ
کنا معذبین حتی نبعت
اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے اور ہم
مذاب دینے والے نہیں ہیں اب تک ہم
رسولا
رسول نہ بھیجیں۔

اور اسی طرح کی دیگر آیات کے بھی یہ روایات خلاف ہیں۔

میں اس میں یہ اضافہ ضروری سمجھتا ہوں کہ ان مخالف روایات میں سے اکثر ضعیف ثابت ہیں اور جو صحیح ہیں وہ تو بڑی قلیل کر لیتی ہیں۔

سبیل جاہل

ابن قتیبہ نے دھوری کو زنیہ فرمایا اور دونوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے یہ راستہ کثیر آخر اور خطا حدیث نے اپنایا ہے اس پر انہوں نے ایک حدیث سے استدلال کیا ہے جس کی سند ضعیف ہے۔

ابن جوزی نے اسے موضوعات میں شامل کر دیا ہے حالانکہ وہ موضوع نہیں۔

۱۔ امام ابن صلاح نے علوم حدیث میں اور دیگر فن کے محققین نے تصریح کی ہے کہ ابن جوزی نے موضوعات میں بہت تسلسل سے کام لیا ہے انہوں نے اس میں ایسی احادیث کو موضوع کر دیا جو موضوع نہیں بلکہ فقہ ضعیف ہیں۔ فن میں بہا و حرکت میں بکج مکی ہیں۔
(مختصر ابن صلاح ص ۳۲)

۲۔ حافظ زین الدین عراقی نے انہی میں فرمایا۔

وَأَكْثَرُ الْجَمَاعِ فِيهِ لَا خَرَجَ

لِمَطْلُوقِ الضَّعِيفِ عَنِ بَابِ الْفَرْجِ

(امام ابن جوزی نے بہت سی مطلق ضعیف احادیث کو موضوع کر دیا ہے)

(فتح باج، المجلد ۱ ص ۱۲۲)

۳۔ فتح الباسم پر الفضل ممدوح ابن عمر نے ایک محل کتب لکھی "القول المسند فی الذنب عن مسند احمد" اس میں انہوں نے ابن ابی شیبہ سے امام احمد کا ذکر کیا ہے جنہیں ابن جوزی نے موضوعات میں شامل کیا اور فن تمام سے ان کے اعتراضات کا جواب دے کر انہیں ثابت کر دیا کہ ان میں سے بعض فقہ ضعیف ہیں۔ موضوع نہیں ان میں سے بعض صحیح ہیں۔ یہ ہے کہ ان میں سے ایک حدیث صحیح مسلم کی ہے اس پر فتح الباسم نے فرمایا ابن جوزی سے شدید غفلت ہوئی ہے کہ انہوں نے اس حدیث پر وضع کا علم نہ کر دیا حالانکہ یہ صحیح میں سے ایک حدیث ہے۔

۴۔ ابن کے شیخ حافظ مصریٰ الدین عراقی نے بھی اس کا تعاقب ورد کیا ہے میں نے شیخ الحسام کی تصانیف کی فهرست میں دیکھا کہ انہوں نے عمل کتب "تعقیبات علی موضوعات ابن جوزی" لکھی لیکن مجھے وہ نہیں ملی۔

۵۔ خود میں نے بھی اس کی اصلیت کا مطالعہ کیا تو ابن میں سے بعض جہود اور "تذی" نقی" ابن بابہ" مصدرک" ظونم اور دیگر متحد کتب کی اصلیت موجود پائیں تو میں نے اس پر عمل کتب "التکت البدیعات علی الموضوعات" لکھی جس میں برصغیر کے بارے میں ضعف" جس اور صحت پر گفتگو کی ہے۔

ابن جوزی کی مخالفت

زم بحث حدیث اہیاء کے بارے میں کثیر آثار اور حفاظ حدیث نے ابن جوزی کی مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ حدیث موضوع نہیں بلکہ ضعیف کی من اقسام میں سے ہے لہذا اس کی رد و مناقب میں قبول کر لیا جاتا ہے۔

ابن سعد میں ابن ابی بکر ظہیر بدلیوی "اہم حافظ ابو القاسم ابن مبارک" اہم حافظ ابو شامہ "اہم حافظ ابو القاسم سبکی امام قرطبی" حافظ محب الدین طبری "علاء الدین بن منیر حنفی اور حافظ شیخ الدین بن سید الناس ہیں۔ انہوں نے بعض اہل علم سے بھی نقل کیا حافظ ابن مطران نے بھی رد اقبیاد کی ہے۔ حافظ شمس الدین بن ناصر الدین و حنفی نے تو یہ ائمہ کے ہیں۔

حبا لله مزین بفضل
فاحیاء اہم و کذلک
وسلم فالقدیم بلفظ
اللہ تعالیٰ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خوب فضل ہے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہایت ہی مہربان ہے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ اور اللہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان دینے کیلئے زندہ فرمایا اور اس کا جسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی رحمت اس پر اللہ مطلق ہے اگرچہ اس

بارے میں حدیث ضعیف ہے۔)

مجھے ایک فاضل نے بتایا کہ میں نے شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کا تحریری فتویٰ اس بارے میں چڑھا ہے لیکن میں اس سے شک کرتا ہوں۔ اس کا یہ کلام دیکھا ہے اس کا تذکرہ میں نے سیکل جنتی میں کر دیا ہے۔

اہم سبلی کا قول

انہوں نے اہل رخصہ کی ابتدا میں حدیث صحیحہ نقل کی "مستور علیٰ طہ طہ" تاکہ وہ سلم نے اپنے رب سے اپنے والدین کے زندہ کرنے کے بارے میں دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو زندہ فرمایا اور وہ دونوں مستور علیٰ طہ طہ تاکہ وہ سلم کی رحمت پر ایمان لائے اور پھر وہ بارہ ان کا وصال ہوا اس کے بعد لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اس کی رحمت و قدرت میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حل ہیں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس بھی فضل "مستور" اور زندگی سے نوازے (اہل رخصہ ص ۳۳)

ایک اور مقام پر رقمطراز ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اگر تم ان کے ساتھ قبرستان تک پہنچی ہاں تو جنت نہ دیکھیں حتیٰ کہ تمہارے والد کا دوا اسے دیکھتے "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارے والد کا دوا" "یہ نہیں فرمایا" "تمہارے والد کے والد" یہ اس حدیث ضعیف کو تخریج دے رہی ہے جس کا ذکر ہم نے پہلے کیا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کو زندہ فرمایا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے۔

(اہل رخصہ ص ۳۴)

باوجود اس کے جس حدیث کا تذکرہ سبلی نے کیا ہے "ابن ہزلی نے اسے موضوعات میں شامل نہیں کیا" ابن ہزلی نے ایک اور جگہ سے "دوسری حدیث ذکر کی ہے جس میں صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ کے زندہ ہونے کا تذکرہ ہے

اور اس میں واقعہ کی تفصیل کے علاوہ اسی حدیث کی سبکی کے علاوہ ہیں جو شکوک کرنا ہے کہ سبکی دلی روایت مستقل دوسری حدیث ہے۔

اس مذکورہ تاثر نے حدیث امیہ کو خلاف روایات کے لئے قیاس قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ اس سے بعد کا واقعہ ہے لہذا اس کے بعد اس کے درمیان خلاصہ ہے ہی نہیں۔

اہم قرطبی کی رائے

اصل تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہات علیہ اور خفا کی میں مسلسل منقطع و ترقی ہوتی رہی یہ (امیہ ہجری) اس میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل ہے تو دوسری کا زندہ ہو کر ایسا لگانا تو مستحکم محال ہے اور نہ شرعاً۔

قرآن مجید میں بنی اسرائیل کے متعلق کا ذکر ہے جس نے زندہ ہو کر پھر کے بارے میں خبر دی حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ہاتھوں پر سوسے زندہ ہونے اس طرح ہونے کی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ مقام حاصل ہے۔ (تذکرہ نبی)

سبکی رابع

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسری روایت امیہ یعنی حنیفی ہے جیسا کہ مذکور ہے مگر بنی اسرائیل اور ان کے ہم مثل دور جاہلیت میں اسی روایت پر تھے اس کی تائید نے تحقیق قوم ہڈی میں ہاتھوں ان لوگوں پر ایک باب قائم کیا ہے جنہوں نے دور جاہلیت میں ہدایت ان سے انکار کر دیا اس میں پوری ایک جماعت کا ذکر ہے اس میں مذکور ہے کہ ان میں سے بعض نے تو خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے میں مسک کو اہم قرار دیا ورنہ انہوں نے پہناتے ہوئے کہا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے نام کہہ حضرت قوم تک توحید پر تھے انہوں نے اپنی کتاب

امرار التزویل میں لکھا ہے کہ آرد حضرت ابراہیم کے والد نہیں بلکہ ان کے چچا ہیں۔

اس مسلک پر دلائل

جب یہ سارا جگہ ثابت ہے تو کون سی چیز رکھت ہے ان کے ذمہ ہو کر اہل ان کے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت و عظمت میں اختلاف کی بناء پر ہوا (احادیث کا)

اس پر متعدد دلائل دیئے گئے ہیں

۱۔ تمام انبیاء کے آباء کافر نہیں

ان میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ کسی نبی کا والد کافر نہیں اس پر یہ دلائل شہاد

ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

الذی یرکحین نفوم و نفلت فی الساجدین (الشعرہ ۱۸۸)

وہ ذات جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بوقت قیام دیکھتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساجد ہیں عقل ہونے کو۔

عقل ہے اس کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف عقل ہو تا رہا۔

بہر رازی کہتے ہیں اس مضمون کے مطابق یہ آیت مبارکہ قاری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم آہد مسلمان تھے آپ تو قطعی طور پر کما ہر کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کافر نہیں تھے زیادہ سے زیادہ یہی کہا جاسکتا ہے کہ اس آیت و تفسیر فی الساجدین کے اور بھی معنی ہیں انہیں جب ہر معنی کے بارے میں روایات ہیں اور ان کے درمیان منجات بھی نہیں تو آیت کو ان ہم معنی

پر عمل کر لیا جائے اور جب یہ معلوم کج حضرات واضح ہو گیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد جن کی پرہیزگاری کے واسطے نہ تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک قرین

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آقا علیہ السلام نہ تھے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قرینہ گواہی شہد ہے۔

لم یزل یقل من اصحاب
الطاہرین الیٰہم الطاہرات
(دلائل النبوة لاہی نعیم ص ۷۷)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد گواہی ہے۔

فما العشر کین نجس
فیما تمام مشرک پایہ ہیں۔

(التوبة: ۲۸)

لذا ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی لب و بد مشرک نہ ہو
(یہ امام رازی کے اپنے الفاظ تھے)

مجھے اس پر مولیٰ اور خصوصی قوی دلائل ملتے آ رہے ہیں۔

دلیل عام اور دو مقدمات

دلیل عام دو مقدمات پر مشتمل ہے۔

مقدمہ اول

پہلا مقدمہ یہ ہے کہ احادیث کج سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام آقا علیہ السلام اپنے اپنے دور کے تمام لوگوں سے افضل تھے مثلاً حدیث بخاری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

بعثت من خیر قرون ہنی
آدم قرنا فقرنا حنی بعثت
مجھے لوگوں تو م میں سب سے بہتر لوگوں
میں سے بہتر کیا گیا ہر دور میں

من القرن الذي كنت فيه ایسا ہی ہوا حتی کہ میں اس غلاموں میں
 (بہاری باب صفۃ انبیاء) آیا جس میں ہوں۔

۱۰ سرا مقدمہ

یہ بات بھی حجت اور حقیقت ہے کہ زمین بھی سات ایسے مسلمانوں سے خلق
 نہیں دی جن کے سب اللہ تعالیٰ زمین والوں پر عذاب دے گا۔

۱۔ امام ابوہریرہؓ نے مسند میں "ابن منذر نے فقیر میں حد کج کے ساتھ (اور
 بخاری و مسلم کی شرائط ہے) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے۔

لم یزل علی وجه الدبر فی دسے زمین پر عذاب سے سات سے دائم
 الارض سبعة مسلمون مسلمان رہے ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو زمین
 فصاعدا فلولاً ذلک حلیکت اور اس پر لکھنے والے پرہیز ہو جاتے۔

الارض ومن علیہا

۲۔ امام احمد نے "المعجم" میں اور شیخ علی نے کرامت اولیاء میں حد کج (اور بخاری و
 مسلم کی شرائط ہے) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا۔

ما خلعت الارض من بعد نوح حضرت نوح علیہ السلام کے بعد زمین
 من سبعة یرفع اللہ بہم عن ایسے سات افراد سے خلق نہیں دی جن
 اهل الارض کے سب اللہ تعالیٰ زمین والوں پر عذاب دے
 کرتا ہے۔

ان دونوں احادیث کو دیکھ کر وہی نتیجہ نکلے گا کہ امام راہی نے فرمایا ہے اگر آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے ہر ایک ہر قبیلے میں ان سات افراد میں
 سے ہیں تو انہوں کو ہی جہنم اور اگر وہ غیر ہیں تو وہ اس میں سے ایک ضرور غلام آئے
 گا۔

۱۔ یا تو وہ سب ان سے بڑھ جائیں گے تو یہ بات حدیث کج کی خلاف ورزی کی وجہ سے
 باطل ہے۔

۴۔ یا یہ مشرک ہونے کے پلچود بہتر ہو گئے اور یہ بلا عمل باطل ہے کیونکہ قرآن ہی میں ہے۔

ولعبد مؤمن خیر من مشرک اور مومن کا مشرک سے بہتر ہے۔
(البقرہ ۱۲۹)

قرآن بتا رہا ہے تاکہ وہ توحید ہے تھے تاکہ وہ ہر دور کے لوگوں سے افضل قرار دیں۔

دلیل خاص

اس پر دلیل خاص یہ ہے کہ ابن مسعود نے طبقات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے۔

ما بین نوح اسی آدم من الیاء حضرت نوح سے لے کر حضرت آدم تک
کناوا علی الاسلام تمام کہا اسلام ہے تھے۔

(امتات ۴۲۱)

امام ابن جریر "ابن ابی ہاشم" ابن منذر "بخاری" نے مسند میں اور حاکم نے مستدرک میں صحیح قرار دیتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

کنا بین آدم ونوح عشرة حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السلام
قرون کلهم علی شریعة من کے درمیان دس قرون ہیں تمام کے تمام
الحق فاختلّفوا فبعث الله شریعت خدا ہے تھے ہر لوگوں نے اختلاف
النبیین کیا لہذا تعالیٰ نے انبیاء کو مبعوث فرمایا۔

(المستدرک ۵۷۷)

اور فرمایا حضرت عبداللہ بن مسعود کی قرأت اسکا طرز ہے۔
کنا الناس لغة واحدة لوگ امت واحدہ تھے پھر انہوں نے
فاختلّفوا اختلاف کیا۔

(البقرہ ۲۲۱)

قرآن میں حضرت نوح علیہ السلام کی یہ دعا ہے۔

رب اغفر لی ولوالدی ولعن
 اے میرے رب مجھے معاف فرما دے
 میرے والدین کو اور جو بھی حالت ایمان
 میں میرے گمراہ عمل ہو جائے۔
 (نوح: ۲۸)

حضرت سام بن نوح کا سامن ہونا قرآن میں اور انعام سے ثابت ہے بلکہ
 بعض روایات کے مطابق یہ نامی ہیں۔ ان کے صاحبزادے (رفعتہ کے ایمان پر)
 حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت منقولہ ہے جسے ابن عبدالحکم نے تصدیق
 میں نقل کیا جس کے الفاظ ہیں۔

لنرک جلد نوحا ودعاه ان
 انہوں نے اپنے بہ حضرت نوح علیہ
 یجعل اللہ الملک والنبوۃ فی
 اسلام کو پایا اور انہوں نے دعا کی اللہ ان
 کی اولاد میں حکومت اور نبوت عطا فرما۔
 ولہ

ابن سعد نے طبقات میں بطریق کلیبی نقل کیا ہے لوگ پہل میں حضرت نوح
 علیہ السلام کے عہد تک اسلام پر رہے پہل تک کہ نمود نحران کا اس نے لوگوں کو
 ان کی مہلت کی طرف بلایا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آذر عہد نمود میں ہوئے۔
 (اصحبت: ۱۳۳)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کے بارے میں قرآن مبارک ہے۔

ولنقل لبرہیم لابیہ وقومہ
 اور ہم ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی
 قنسی برہما معا نعبدون الاکفی
 قوم سے توہما میں ہزار ہوں تمہارے
 فطر نی فانہ سیہدین وجعلہا
 سمجھوں سے سوا اس کے جس نے مجھے
 کلمۃ بالقیۃ فی عقبہ
 پیدا کیا کہ خود وہ سمت ہدے مجھے رہا
 دے گا اور اسے اپنی نسل میں باقی رکھم
 بالزخرف: ۲۵ تا ۲۸

دکھو

عبد بن عبد نے حضرت ابن عباس اور عجلہ سے اس قرآن پاری تھی۔

وجعلها كلمة باقية في عقبه اور اسے اپنی نسل میں باقی کلام رکھو
کی تفسیر میں نقل کیا

لا اله الا الله باقية في عقبه حضرت ابراہیم کے بعد لا اله الا الله باقية
برہائیم

حضرت قزوینی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں اس قرآن پاری تھی کے بارے میں سہا
ہے۔

شهادة ان لا اله الا الله اس سے مراد لا اله الا الله کی شہادت اور
التوحيد ہے۔

(جامع البیان ص ۱۰۰)

حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے ایسے لوگ ہیں موجود رہے جو اس کلمہ توحید
کا نکل گئے۔

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا رشتہ گرائی ہے۔

والفعل برہائیم رب اجعل هذا باب ابراہیم نے عرض کیا اے میرے
بلد آمینا و اجنبی و منی بن رب اس شر کو اسی دعا کا دے اور لے
نعبدا الاصنام (برہائیم ص ۱۳۵) اور میرے بیٹوں کی پوجا سے بچو
رکھو

امام ابن جریر نے حضرت عجلہ سے اس آیت کے وقت نقل کیا

فاستجاب الله لا برہائیم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی دعا کو
دعوتہ فی ولده فلم يعبد من حق میں دعا قبول کی تو دعا کے بعد ان سے
ولده صنما بعد دعوتہ سے کسی نے بھی بت پرستی نہیں کی۔

(جامع البیان ص ۲۳۸)

ہم ابن ابی حاتم نے نقل کیا کہ حضرت سفیان بن عیینہ سے پوچھا گیا
 هل عبد احد من ولد کیا لولہ اسماعیل میں سے کسی نے بت
 اسماعیل الاصلنام ہستی کی؟

انہوں نے فرمایا ہرگز نہیں کیا تم نے لٹھ قتل کیا یہ ارشاد نہیں پڑھا
 ابن حنیس و بنی بن عبد الاصلنام لکھے اور میرے بھائی کو بت ہستی سے
 مکتوب رکھتے

عرض کیا کیا اس میں حضرت اسماعیل کی لولہ اور باقی پیدا ابراہیم کی لولہ شامل ہو
 گی؟ فرمایا حضرت ابراہیم نے اس شر کے اصل کے لئے دعا کی تھی کہ جب لٹھ قتل
 ایسے ہیں لٹھ سے تو یہ ان کی پوچھا نہ کریں تو عرض کیا

اجعل هذا بلد آمنا اس لٹھ اس شر کو امن دلا دے

انہوں نے رقم قبول کے لئے دعا نہیں کی تھی ابن کی عرض تو یہ تھی۔

واجب بنی و بنی بن عبد الاصلنام اور لکھے اور میرے بھائی کو بت ہستی
 سے بچا

اس میں انہوں نے اپنے اصل کو مخصوص کیا ہے اسی طرح عرض کیا

ربنا فی السکنت من اسے عمارت پروردگار میں اپنی لولہ کو
 فریسی ہوو غیر ذی ذرع لٹھ ہے اس دلوں میں جو سبز بھی ہیں
 عتیبک المحرم ربنا تجھے مقدس گھر کے پاس اسے عمارت
 لبقیمو الصلوۃ پروردگار تاکہ یہ نماز قائم رکھیں۔

(ابراہیم ۳۷)

ہم ابن حنبلہ نے ابن جریر کا لٹھ قتل کے ارشاد گراہی

رب اجعلنی مقیم الصلوۃ اسے میرے رب لکھے نماز قائم رکھنے والا
 ومن فریسی عمارت اور میری لولہ کو بھی۔

کے تحت یہ قول نقل کیا ہے۔

فلن یزل من ضربته لبر لیسیم ہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں
ناس علی الفطرة یعبدون اللہ سے کچھ لوگ بھٹ خرت پر رہتے ہوئے
بھٹ اللہ تعالیٰ کی مہلت کرتے رہے۔

بخاری و دیگر میں بہت سی کج احادیث اور حلقہ کے کلمات کے ساتھ اقوال جاتے
ہیں کہ عربوں میں سے کسی نے محمدؐ کو نبی نہیں مانتا تھا بلکہ اسے
تکبر، شرک، فحش اور فحش قرار دیتے تھے۔ یہ سب افسوسناک باتیں ہیں۔
نے جن کی مہلت کی اور دینے ابراہیمی میں تبدیل پیدا کی۔

شر ستنی کا قول

شیخ شریعتی نے "اسلم والتمس" میں کہا ہے عربوں میں دینے ابراہیمی اور توحید
شیخ اور مسلمان تھے سب سے پہلے جس نے اسے بدلا اور جن کی مہلت شریعت کی وہ
محمدؐ ہی تھے۔

(کتاب الملل، ص ۱۰۰)

سبکی کی تحقیق

انہوں نے مدخل صحت میں لکھا جب فرما گاییت اللہ پر قبضہ ہوا اور انہوں نے
خود غم کو کہ سے نقل دیا تو عربوں نے محمدؐ ہی کی کو رہا لی کیا وہ ان کے لئے
بدعت ایجاد کرنا اسے وہ خیریت کچھ لیتے۔

(مدخل صحت، ص ۱۰۰)

تکبیر میں اضافہ

یہی اسحاق کہتے ہیں یہ اولین شخص ہے جس نے حرم تکبیر میں بت داخل کیا اور
لوگوں کو ان کی مہلت کی طرف بھلا دیا۔ ابراہیم علیہ السلام کے عہد سے تکبیر کے

اللہ ہی تھے لبیک اللہم لبیک لا شریک لک لبیک
 حتی کہ مومن بنی کا دور کیا وہ تہیہ کئے لگاؤ شیطان نے بھی بصورت پوزھا اس
 کے ساتھ تہیہ شروع کیا اب مومن نے لبیک لا شریک لک کا تو اس پوزے
 نے اس لفظ کا اضافہ کیا تمہارے وہاں بعلک لا شریک کا ہولک مومن نے
 انکار کرتے ہوئے پچھا یہ کیا؟ پوزھا کئے لگے تمہارے وہاں بعلک
 اس لئے اس میں کوئی مزاح نہیں تو مومن نے تہیہ میں یہ اضافہ کیا پھر مومن نے یہ
 کلمات شروع کر دیے۔

(ابن رضی ص ۱۰۶)

اور مومن بنی کا دور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہ امہ حضرت اکتے کے
 قریب ہے۔

بنی کا توحید خیر سے کیا

ابن سبیب نے تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا کہ
 مدنی 'سعد' رجب 'سحر' قریب اور سعد قوم کے تمام ملت ابراہیمی تھے بنی کا توحید
 خیر ہی کیا کہ۔

سحر کو برانہ کو

ابن سعد نے طبقات میں حضرت عبداللہ بن خالد سے سنا "اگر کیا ہے کہ رسول
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

لا تسبوا مضر فانی کان قد أسلم
 (طبقات: ۱۸۸) وہ تو مسلم تھے۔

ربیعہ اور مضر مومن تھے

سبکی نے مدنی حنف میں کما حقہ میں ہے کہ مضر اور ربیعہ کو برانہ کو۔

۱۰ دونوں صاحب الہی تھے۔

فانہما کاتا مو منین

(الروض لائل: ۱۰)

ایسا بھی مومن تھے

ذہری بن یزید نے ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایسا کہ
برائے کوہ مومن تھے۔

من کے بارے یہ بھی عقل ہے۔

کان بسمع فی صلبہ نلیۃ من کی پشت سے لوگ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وآلہ علیہ وسلم کا عجیبہ عا کرتے۔
وسلم بالحج

(الروض ص ۱۰)

کعب بن لوی نے بحر کا اظہار شروع کیا اس دن قریش وہاں جمع ہوئے تو انہی
خطاب کرتے اور حضور کی پشت کا ذکر کرتے اور بتاتے کہ میری لبتوں میں سے ہیں وہ
لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الہی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
ہجرت کی تعلیم دیتے ہیں سے کہ اشعار عقل ہیں من میں سے ایک یہ ہے۔

بالینتی شاہنا نجولہ دعوتہ

لنا قریش نبی الحق خذلاتنا

(اٹھ میں من کی دعوت، انھوں نے وقت سہارا ہوا آپ قریش حق کو مٹانے کی
کوشش کریں گے) (الروض ص ۱۰)

بحر کیلئے کہتے ہیں کہ بحر کی نے کتب لکھام میں یہ روایت حضرت کعب سے
ذکر کی ہے۔ (مقام احمد: ۱۰۰)

میں کتابوں کے نام فیم نے دیکھ کی احمد میں بھی نقل کیا ہے۔

(دیکھ کی احمد: ۱۰۱)

قائم کے ایمان پر تصریحات

بخاری اس قائم مسئلہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم اہل بیت حضرت قائم علیہ السلام سے ملے کہ حضرت کعب بن لؤی اور ابن کے بیٹے مرثدہ بنک کے ایمان پر تو تصریحات موجود ہیں ہیں ان کے مسئلہ میں اختلاف ہے اگر وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ہیں تو یحییٰ بن کا اشتہاد کر دیا جائے گا اور اگر وہ بچا ہیں جیسا کہ قول ہے تو یحییٰ بن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے غائب ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم سلسلہ نسب محفوظ و مامون ہو گیا یعنی رہا مسئلہ مرثدہ بن مرثدہ کے دو بیٹے ہیں چار اہل بیت کے بارے میں مجھے کوئی تصریح نہیں ملی۔ :-

عبدالمطلب کی وفات

عبدالمطلب میں اختلاف ہے۔ سبیل نے مدنی خلاف میں کہا حدیث صحیح میں آیا ہے ابوہریرہ اور ابن ابی اسب نے ابوہریرہ کو کہا تو تم ملت عبدالمطلب سے اہوائی کر رہے ہو تو انہوں نے کہا میں میں من کی ملت پر ہی ہوں۔ یہ حدیث ظاہراً ٹھنڈا کرتی ہے کہ عبدالمطلب کا انتقال شرک پر ہوا پھر لکھا میں نے مسعودی کی کتب میں عبدالمطلب کے بارے میں اختلاف پایا ہے من کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ مسلمان فوت ہوئے کیونکہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل دیکھے اور من پر واضح ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم توحید کا پیغام لے کر ہی مبعوث ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم

(الروض ۲۵۵)

مجھے فکر یہی ہے کہ ایسی اسلام کی دعوت میں پہلی جیسا کہ بخاری کی حدیث

بھی ہے۔

نہ صرف چار کے تھیں بلکہ ان کے لئے طبعاً عداوت اور عداوت کا سلسلہ نہایت منہ بے منہ ہے۔

اہم علمی کی منگ

اہم علمی نے شعبہ تعلیم میں ذکر کیا مسلم کی حدیث ہے "ہمیری امت میں چار چیزیں کو ترک نہیں کیا جائے گا ان میں سے سب و نسب، فقر کرنا ہے اللہ عزوجل۔"

اس کے بعد یہ سوال اٹھا کہ اگر اس کے متعلق وہ احادیث دہائی جائیں جن میں خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خاندان و نسب کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ "قریش اور بنو ہاشم کو اللہ تعالیٰ نے اہم پر فضیلت دی ہے۔"

تو اس کا جواب یہ ہو گا کہ پہلی اس سے مراد فقر کرنا نہیں بلکہ ان لوگوں کے مراتب و درجات اور مقامات کا ترک تصور ہے جیسا کہ کوئی شخص کے میرے والد بہتہ ہیں اس سے فقر متوہ نہیں بلکہ اپنے والد کا مل بیان کرنا مقصود ہے پھر فرمایا

قد یکون بہ الاشارة بنعمة اس میں اپنی ذات اور اپنے تہاہ پر ہونے
علیہ فی نفسہ و آباتہ علی والدی اللہ تعالیٰ کی نوازشوں پر شکر بھی
وجہ شکر ہے۔

تو یہ لفظ تکبر پر گز نہیں۔

اہم یعنی نے شعبہ تعلیم میں اسے نقل کر کے اس کی تائید کی

(شعبہ تعلیم ۱۹۸۳ء)

مفت محمد شفیع رحمہ اللہ کے اشعار

مفت محمد شفیع رحمہ اللہ کی ہمدردی و مشقت نے ان اشعار میں اس طرف اشارہ فرمایا

ہے۔

ننقل احمد نور اعظمیما نللاً فی جہاد الساجدینا

نقلب فیہم قرنا فقرنا لیس ان جہاد خیر المرسلینا

(نور احمدی عظیم نور کی صورت میں ساجدین کی پیشقدمیوں میں چمکا رہا اہل سے

اہل خانہوں سے منسلک ہو آ رہا غیر المصلحین کی صورت میں ظہور پذیر ہو)۔
واللہ ماجدہ کے اشعار مبارکہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے حق میں جس طرف میلان ہوتا
ہوتا ہے اس کے بارے میں امام ابو نعیم نے سند ضعیف کے ساتھ دلائل انبیاء میں طریق
ذہبی انہوں نے ام سلمہ بنت ابی رعم سے انہوں نے اپنی والدہ سے بیان کیا جس
مرض میں سیدہ کاندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصل ہوا میں وہی مسجد تھی۔ ان دنوں
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مر شریف پانچ سال کی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ان کے سر کے پاس تشریف فرما تھے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وآلہ وسلم کے چہرہ کی طرف دیکھا اور یہ اشعار کے

بارک فیک للہ من غلام بلین الذی من حوتہ الحمام
اللہ تعالیٰ تجھے برکت عطا فرمائے اس شخصیت کے بیٹے جس نے موت کے غم
سے نہلت پائی

نجاہیون الملک المنام فودی غداۃ الضرب بالسہام
(اللہ تعالیٰ مالک و حکم کی مدد سے قوم کو تازی کے دن ان کا فیہ دیا گیا)
بماتۃ من ابل سولم ان صح ما بصرت فی المنام
(روحانی لوتھی کے ساتھ تاکہ اس کی تعمیر ہو جائے جو خواب میں دیکھا)
فانت مبعوث الی الانام من عند ذی الجلال والاكرام
(آپ کو ہم حقوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہے اللہ صاحب جلال و کمال کی طرف
سے)

تبعث فی الحل والحرم تبعث بالتحقیق والاسلام
(آپ حرم و غیر حرم کے نبی ہی آپ کو اسلام اور حقائق دے کر بھیجا گیا ہے)
فین ایک ابرام فاللہ لہاک عن الاصنام

(آپ کے وہ عوام صلح کا دین ہے وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہوں کی عبادت سے متعزیا ہے۔)

لَا تَوَلِّیْا مَعَ الْاَقْوَامِ

اور تم اپنی امت کے ساتھ ان سے بچنا

پھر یہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہاں نے فرمایا ہر روز سورۃ اہل بیت کے بار بار پڑھنا ہے۔ ہر صاحب کفایت کا ہر جگہ میں جاری ہوں لیکن میرا ذکر بقی ہے میں نے غیر چھوڑی ہے اور پاکیزہ کو ہم رہا ہے اس کے بعد ان کا وصل ہو گیا۔

خاتمہ

امام ابو بکر کافری

میرا دعویٰ یہ ہرگز نہیں کہ یہ مسئلہ اعلیٰ ہے بلکہ یہ اختلافی ہے لیکن میں نے نہایت کے اقوال ہی نقل کئے ہیں کیونکہ اس مقام کے مناسب وہی تھے اہل بیت کے والد علی کمال الدین علی کا بیان ہے امام کاظمی ابو بکر ابن ابی ہاشم باقی سے اس شخص کے بارے میں سوال ہوا جو کہتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد مدظلی ہیں تو انہوں نے فرمایا۔

لَا مَلْعُونٍ اِلَّا لِلّٰهِ تَعَالٰی
بِقَوْلِ الْاَنْبِیَآءِ یُؤْتُوْنَ اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهُ لَعْنَهُمُ اللّٰهُ فِی السَّنِیْآ
وَالْاٰخِرَةِ الْاَحْزَابُ ۝

وہ شخص لعنتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا
نہاں ہے بلاشبہ جو لوگ اللہ اور اس کے
رسل کو لعنت پہنچاتے ہیں ان پر دنیا
آخرت میں لعنت کی لعنت ہے۔

پھر فرمایا

وَلَا تَنْتَفِیْ الْعِظَمُ مِنْ اَنْ یَّقُوْلَ عَنْ
بِسْمِ اللّٰهِ الْعِظَمُ
لوہ کہئے

اس سے یہ کہ کیا لعنت ہو سکتی ہے کہ
یہ کہا جائے کہ ان کے والد مدظلی ہیں۔

ہم سبکی نے مدنی صنف میں حدیث مسلم واکر کی اور پھر کہا ہمارے لئے یہ بات
 تھی کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے بارے میں ایسی بات کریں
 کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں کو مہوں کی وجہ سے تکلیف
 دیا کہ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے

لن الذين يؤفون الله ورسوله بے شک ہم ایسا دیتے ہیں اللہ اور اس
 کے رسول کو۔

پھر کہا مسلمین راشد نے حدیث مسلم اور فقہاء سے نقل کی ہے اور پھر حدیث
 خوب واکر کی ہے مگر ہے صحیح ہے پھر والدین کے ذمہ ہونے والی روایت کا ذکر کیا
 (المدنی صنف: ۱۳۳)

خاصی مباحث فقہاء میں لکھتے ہیں حضرت عمر بن عبدالمطلب کے غشی نے حضور صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد کے بارے میں ایسے کلمات کہے تو اسے معذرت کر دیا اور
 کہا ابھی تم ہمارے لئے نہیں کہو گے۔
 (المدنی صنف: ۱۳۳)

علیہ السلام میں بھی یہ روایت ہے صحیح بخاری کی ام الکلام میں یہ اضافہ بھی ہے کہ
 حضرت عمر نے یہ سنا تو سخت ناراض ہوئے اور اسے اپنے دامن سے نکل دیا۔
 والله اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب





١
 الشُّبُلُ الْجَمِيَّةُ
 فِي
 الْأَبَاءِ الْعَلِيَّةِ

بمِشْرِيقِ سَهْوَائِهِ جَلَّالُ الْمَرْيَمِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ زَيْلَانِي تَبَارَكَ السَّيُّدُ عَلِي
 مَشْرِيقُ سَنَةِ ١٣١١ هـ / ١٩٥٠ م

فَتَاةٌ لَدَى شَرِيفَةٍ وَمُعْتَقَلَةٌ
 الدُّكُورَةُ مُحَمَّدٌ عَزَّالَتَيْنِ النُّعَيْدِي